Persian 1

B.A-I (H) Ist Paper

امیر خسرو اور انکے کلام پر رائے

امیر صاحب ۶۵۱ھ میں پٹیالی ضلع ایٹہ میں پیدا ہوئے۔ انکے والد سیف الدین ترکوں
کے مشہور قبیلہ لاچین سے منسوب تھے اور فتنۂ چنگیز خانی میں ہندوستان چلے
آئے تھے۔ جب خسرو نے ہوش سنبھالا تو درسیات پڑھنے کیلئے بٹھائے گئے
موزونی طبع کا آثار بچپن ہی میں ظاہر ہونے لگا۔ بچپن ہی سے نظم کرنا شروع
کر دیا۔ درسیاتی عربی فارسی ختم کرنے کے بعد ایک دن بغرا خان دربار میں اپنے
اشعار اپنی دھن میں پڑھے۔ خوش ہو کر بادشاہ نے ایک کشتی روپے دے
اپلو رعیت لینا بڑا ناگوار ہوا۔ مجبوراً آپ بغرا خان کے ساتھ ہو گئے

ایک بار تاتاریوں نے امیر خسرو اور حسن دہلوی کو گرفتار
اور تاتاری لوگوں سے لڑائی ہونے کی وجہ سے قید کر کے بلخ روانہ کر دیا۔ جہاں انہوں نے
ایک پُر درد مرثیہ لکھا جو ان واقعات پر تھا۔ دو برس کے بعد دہلی آئے کے بعد
بلبن کے دربار میں یہ مرثیہ پڑھا تو خراج کیا۔ بادشاہ کو روتے روتے
بخار آ گیا۔ ۳۶ برس کی عمر میں قران السعدین لکھا۔ جو کیقباد کی فرمائش
پر ہے۔ جلال الدین خلجی نے امیر کا خطاب عطا کیا۔ امیر صاحب نے
جلال الدین خلجی کے فتوحات پر ایک مثنوی لکھی جسکا نام تاج الفتوح
ہے۔ خمسہ نظامی کا جواب اسی عہد میں نظم کیا۔ اور آخری کتاب ہشت بہشت
۷۱۵ھ میں ختم کیا۔ قطب الدین مبارک کے نام جب مثنوی نہ سپہر
معنون کی تو انہوں نے ہاتھی کے برابر روپیہ تول کے انعام میں دیئے۔ خلجیوں کے بعد
غیاث الدین تغلق کا زمانہ آیا تو وہ امیر صاحب کا سب سے زیادہ قدردان
تغلق اور ایسا خوش کیا کہ اپنے نام تغلق نامہ لکھوایا

Scanned with CamScanner

تغلق جب بنگال گئے تو خسرو بھی ہمراہ گئے اور وہیں رہ گئے۔ قضائے کار انکے مرشد
خواجہ نظام الدین محبوب الٰہی کا انتقال ہو گیا۔ یہ سن کر بے قرار ہو گئے
روتے ہوئے دہلی واپس ہوئے اور چھ مہینے قبر کی مجاوری کر کے ۷۲۵ھ
میں رحلت کر گئے۔ اور پائیں پا دفن ہوئے۔

امیر صاحب کا اگرچہ سلاطین امراء کے درباروں سے تعلق
رہا مگر طبیعت ہمیشہ فقر و تصوف کی طرف مائل رہی۔ خواجہ صاحب ایک جگہ
لکھتے ہیں کہ "امیر ہست کہ خدا در روز جزا بسینہ سوزان این ترک بخشد۔"
ایک دفعہ خواجہ صاحب لب دریا ہندوؤں کی عبادت اور اشنان کا تماشا
دیکھ رہے تھے یہ زبان سے نکلا

ہر قوم راست دینے راہے و قبلہ گاہے

خواجہ صاحب ٹوپی ذرا ٹیڑھی پہنے ہوئے تھے۔ خسرو نے برجستہ کہا

من قبلہ راست کردم بر طرف کج کلاہے

حقیقت یہ ہے کہ امیر خسرو سے زیادہ جامع شاعر شاید ہی کوئی پیدا ہو۔
مثنوی، قصیدہ، غزل، قطعہ، رباعی، مرثیہ ہر صنف کو نظم کیا
ہندوستان کا ذکر کیا تو ایرانی شعراء بھی عزت سے یاد کرتے ہیں
سعدی کے دل پر انکے کلام کا اچھا اثر پڑتا ہے۔ ملا جامی لکھتے ہیں کہ
خمسہ نظامی کا جواب خسرو سے بہتر کسی نے نہیں دیا۔ غزل گوئی میں
نازک خیالی، واقعہ نگاری میں، واردات عشق کا ذکر سب کچھ موجود
ہے۔ مثنویاں جن مضامین پر لکھی ہیں نہایت خوب ہیں
"قران السعدین" میں باپ بیٹے کی لڑائی کو خوب بڑھایا ہے بیٹے کا غلبہ
اور محبت پدری کا اظہار جس جملوں میں کیا ہے جسکو پڑھ کر بیٹے کا دل
بھر آتا ہے

لیلیٰ مجنوں میں البتہ زورِ طبیعت دکھایا ہے۔ کیونکہ خود بھی عاشق مزاج
تھے۔ غزل کے بارے میں مولانا شبلی نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے کہ آگ
سے دھواں اٹھ رہا ہے۔ جدت اسلوب اتنی شوخ ہے کہ اس کی
مثال سعدی کے یہاں بھی دشواری سے ملے گی

جس طرح اردو شاعری کی ابتدا [illegible] میں خسرو کا نام
لیا جاتا ہے۔ اسی مخصوص فارسی لٹریچر کا آغاز بھی انہیں کی دولت
سے بکمال فخر و البتہ کرتے ہیں۔ ہزاروں اشعار ہر رنگ کہا جس میں بھی ہیں